

جناب قائد بخش صاحب نمائندہ مسلم یوتھ آرگنائزیشن فیجو
مقیم پاکستان

مرکزیت اور دیگر غیر مسلم سرگرمیوں کی آگاہی

امت مسلمہ کا ایک بھولا بھٹا باب جنوبی بحر الکاہل کی مسلم اقلیت

”الاسلام“ اور ایک مصنفون جزائر فی جی سے متعلق اور اس کے علاوہ ایک عدد انگریزی میں لکھا ہوا نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا کے مسلمانوں کے متعلق مصنفون بھی آپ کی خدمت اقدس میں ارسال کر رہے ہیں۔ آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ ان متذکرہ بالا مضامین کو ضروری تدریس کے ساتھ اپنے مشہور و معروف ماہنامہ آفتاب میں شائع فرما کر مشاہد و ممنوع فرمادیں۔ مرزائیوں اور دوسرے غیر مسلم لوگوں کی سرگرمیوں سے متعلق آپ کو اندازہ ہو سکے گا۔ اس کے علاوہ میں آپ کی اطلاع کے لئے چند ایک ضروری گزارشات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ :

- ۱۔ اس وقت جزائر فی جی سے ایک طالب علم ”احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور“ میں زیر تعلیم ہے۔
- ۲۔ تقریباً پانچ طالب علم ”جامعہ احمدیہ ربوہ“ میں بھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔
- ۳۔ تقریباً ۲ سندھیانہ احمدی عالم جزائر فی جی میں ربوہ مشن کی طرف سے سرگرم عمل ہیں۔
- ۴۔ سنہ ۱۹۶۶ء میں فی جی کی مردم شماری کے مطابق دوئوں احمدی فرقوں کے دو ہزار دو سو مرزائی ہیں جن میں اکثریت مسلمانوں سے ہی مرشد ہونے والوں کی ہے۔

۵۔ اس کے برعکس ہمارے ہاں اس وقت دو حافظ قرآن اور جناب مولانا بشیر احمد دیوان صاحب فاضل التفصیل دارالعلوم دیوبند ہندوستان ”بہی حقیقی اسلام کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

۵۔ آپ کے ماہنامہ آفتاب جلد نمبر ۲ شمارہ نمبر ۹ جون ۱۹۶۷ء کے صفحہ نمبر ۵ پر جس تنظیم کا ذکر آپ نے فرما رکھا ہے یہ خط امتی تنظیم سے متعلق ہے۔ تبدیلی اس وقت اس میں صرف یہ ہے کہ پہلے اس تبلیغی ادارہ کا نام ”BROTHERHOOD OF ISLAM“ تھا۔ اب ہم نے اس کا نام تبدیل کر کے ”فی جی مسلم یوتھ آرگنائزیشن“ جس کا عربی نام رابطة الشباب المسلمة العنصرية ہے۔ رکھ دیا ہے۔ میں اپنے اس ادارہ اور فی جی

کے مسلمانوں کی طرف سے آپ کے اُن مضامین کا جواب اب تک شائع نہ ہوا ہے۔ اور ان مضامین کا بھی جو کہ اب ارسال کر رہا ہوں وہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔
صحہ السلام۔ دعاگو۔ قادر بخش۔

جنوبی بحر الکاہل لاطعداد چھوٹے بڑے جزیروں پر مشتمل ہے۔ ان جزائر پر رہا سہا سہے متحدہ امریکہ، برطانیہ، فرانس، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کی حکومت ہے، اور ان سے قبل ہالینڈ اور جرمنی نے ان پر حکومت کی ہے۔ موجودہ دور میں جبکہ تمام قومیں ایک ایک کر کے آزادی حاصل کرتی جا رہی ہیں۔ ان جزائر کے بسنے والوں میں بھی آزادی کا جذبہ پیدا ہوا۔ اور اقتدار کی منتقلی نہایت تیرا من طریقے سے ہوئی۔ ان تمام جزائر میں مسلمان صرف نیوزی لینڈ، آسٹریلیا اور جزائر فیجی میں آباد ہیں۔ اکثریت ان ممالک میں عیسائیوں کی ہے۔ مسلم آبادی عیسائیوں کے اس بحرِ عظیم میں جگہ جگہ بکھری پڑی ہے۔

نیوزی لینڈ کے مسلمان | نیوزی لینڈ میں مسلمان بہت ہی قلیل تعداد میں ہیں۔ یعنی وہاں کی دہ لاکھ کی آبادی میں ان کی کل تعداد تقریباً ۵۰۰ ہے۔ یہاں اسلام ہندوستانی تاجروں اور بالخصوص گجراتی تاجروں کے ذریعے پھیلا۔ یہاں مختلف اوقات میں کاروبار کے سلسلہ میں آتے رہے۔ حال ہی میں یورپ سے نقل مکانی کرنے والوں میں کچھ مسلمان البانیہ، یوگوسلاویہ اور ترکی سے یہاں آئے ہیں۔ جزائر فیجی کے بھی کچھ مسلمان یہاں مستقل سکونت اختیار کر چکے ہیں۔

مذہبی امور کی نگرانی کیلئے مسلم تنظیمیں قائم کی گئی ہیں۔ آگ لینڈ جو کہ نیوزی لینڈ کا سب سے بڑا شہر ہے، وہاں کے مسلم طلبہ بھی ان تنظیموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ابھی تک مسلمان اتنے بڑے شہر میں بھی اپنے لئے کوئی علیحدہ سکول یا مدرسہ قائم نہیں کر سکے۔ ونگٹن نیوزی لینڈ کا دار الحکومت ہے۔ آگ لینڈ اور ونگٹن میں مساجد تعمیر کرنے کی تجاویز زیرِ غور ہیں۔ علماء اور جدید علوم سے واقف حضرات کی کمی بڑی شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔ اس وقت صرف ایک ہندوستان سے بلائے ہوئے عالمِ دین، اسلام کی سر بلندی کیلئے سرگرم عمل ہیں۔ جدید علوم سے واقف علماء کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی ہے اور اس صورت حال کو کسی بھی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ مبلغین کی کمی کے پیشِ نظر اسلام کی دعوت عام لوگوں تک ابھی نہیں پہنچائی جاسکتی۔ اسلامی لٹریچر کی کمی بھی اس کا ایک سبب ہے، دردِ دل رکھنے والوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔

آسٹریلیا کے مسلمان | آسٹریلیا میں اسلام پہلے پہل ہندوستانی اور افغانی شہرانیوں کے ذریعہ پھیلا جنہیں اندرون ملک صحرائی خطوں میں نقل و حمل میں معاونت کے لئے بلایا گیا تھا۔ آسٹریلیا کی مجموعی آبادی ایک کروڑ ۲۵ لاکھ ہے، جن میں چودہ ہزار پانچ سو مسلمان ہیں۔ مسلمانوں کی یہ آبادی سفارتی نمائندوں، ایشیائی ممالک کے مسلمان طلبہ اور نقل مکانی کرنے والے مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ ہجرت کرنے والے لوگ زیادہ تر البانیہ، یوگوسلاویہ، اردن، لبنان، قبرص و دیگر عرب ممالک ترکی، افغانستان، پاکستان، انڈونیشیا اور ملائیشیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ حال ہی میں ترکی اور آسٹریلیا کے درمیان ایک معاہدہ ہوا ہے جس کے تحت ایک لاکھ ترک ترکی سے دس سال کے اندر نقل مکانی کر کے آسٹریلیا میں مستقل سکونت اختیار کریں گے۔ آسٹریلیا کے تقریباً تمام بڑے بڑے شہروں میں اب مسلمانوں کی کچھ کچھ آبادیاں ہیں۔

مختلف اسلامی سوسائٹیاں اور طلباء کی تنظیمیں نئی نسل کی تعلیم و تربیت کیلئے مسلم سکول کھولنے پر سنجیدگی سے غور کر رہی ہیں۔ اس وقت وہاں تقریباً تمام ریاستوں میں مساجد اور اسلامی مراکز قائم ہیں، جن میں کلاسیں جاری ہیں۔ تاہم پھر بھی ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ کافی نہیں بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی کوششیں تیز سے تیز کر دینی چاہئیں۔ مسلم بچوں کی تربیت کو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اسلام محض نام و غور کا ہی قائل نہیں بلکہ ایک مکمل منابطہ حیات ہے جس میں ہمد سے لیکر ہمد تک تمام مسائل کا حل موجود ہے۔

ایک بڑی وجہ جسکی وجہ سے آسٹریلیوی حکومت ان نقل مکانی کرنے والے مسلمانوں کو قبول کر رہی ہے، یہ ہے کہ مہاجرین ان کی غلامی میں رہیں گے، اور ساتھ ہی ساتھ غیر مسلم اکثریت کے ساتھ مکمل کر مذہب سے بیگانہ بھی ہوتے جائیں گے۔ اس لئے جو مسلمان آسٹریلیا میں آباد ہونا چاہتے ہیں۔ ان کو اس سلسلہ میں کافی عطا رہنا چاہئے۔ اگر آسٹریلیوی حکومت صحیح معنوں میں نقل مکانی کے حق میں ہے تو اسے نقل مکانی کرنے والوں کی ضروریات زندگی بالخصوص مذہبی امور میں بھی وسیع الطرفی کا ثبوت دینا چاہئے، جیسا کہ ملک کی مسلمان تنظیموں نے وقتاً فوقتاً اس مسئلہ کو اٹھایا ہے۔ بالخصوص ترکی سے آنے والے مسلمانوں پر بھی لازم ہے کہ وہ اپنی مخصوص مسلمان کالونیاں بسا کر رہیں تاکہ وہ اپنی مذہبی امور میں آزاد ہوں اور اپنی انفرادیت کو برقرار رکھ سکیں۔

آسٹریلیا میں پہلی مسجد جو کہ پرتھ (PERTH) میں واقع ہے۔ ۱۸۹۰ء میں افغانیوں نے تعمیر کی تھی اس کے علاوہ بھی مسلمانوں نے مختلف علاقوں میں مساجد تعمیر کیں جن میں کنبرہ (CANBERRA)

جو کہ آسٹریلیا کا دار الحکومت بھی ہے کی مسجد بالخصوص قابل ذکر ہے۔ جسکو مختلف مسلمان ممالک کے سفارتخانوں نے مل کر تعمیر کیا ہے۔ اور جس کے لئے جگہ آسٹریلوی حکومت نے فراہم کی۔ حال ہی میں آسٹریلیا کے مسلمانوں نے ایک خوبصورت اور جدید ترین جو کہ برسبن (BRISBANE) میں ۳۱۰۰۰ ہزار آسٹریلوی ڈالر کی لاگت سے بنائی ہے، اور یہ رقم آسٹریلیا کے علاوہ نیوزی لینڈ اور جزائر فیجی کے مسلمانوں نے بھی اکٹھی کی ہے۔

آسٹرلین فیڈریشن آف اسلامک سوسائٹیز "یہاں کے مسلمانوں کی ایک مرکزی تنظیم ہے جس کا صدر دفتر ملبورن میں ہے اور شاخیں ملک بھر میں پھیلی ہوئی ہیں۔ کوئینزلینڈ (QUEENSLAND) میں اسکی براخ کی سینٹ نامی ایک ماہنامہ بھی شائع کرتی ہے۔ اس مرکزی تنظیم نے ۱۹۷۸ء میں ایک تجارتی کمپنی کا بھی اجرا کیا ہے جسکو مسلمان چلائیں گے۔ اس کا نام آسٹرلین کرسیفٹ ٹریڈنگ کمپنی ہے۔ اس کے اہم مقاصد میں ایک مقصد آسٹریلوی مسلمانوں کے لئے حلال گوشت مہیا کرنا ہے جو کہ وہاں کے مسلمانوں کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ اسکے علاوہ گوشت کو دیگر مسلم ممالک بالخصوص مشرق وسطیٰ کو بھی برآمد کیا جائیگا نیز تنظیم دوسرے مسلم ممالک کیساتھ تجارتی تعلقات پیدا کیگی۔ جسے میں آہم ہے کہ آسٹریلوی حکومت اس کمپنی کے مقاصد کو اندرون ملک اور بیرون ملک فروغ دینے کیلئے کافی امداد دے رہی ہے۔ یہ کمپنی اپنے منافع میں سے آسٹریلیا میں مساجد اسلامی مراکز اور سکول تعمیر کرے گی۔

طلباء کے اندر بھی آسٹرلین فیڈریشن آف مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن نامی ایک تنظیم قائم ہے جسکی شاخیں آسٹریلیا کی تقریباً تمام یونیورسٹیوں میں ہیں۔ اس تنظیم کی بنیاد ۱۹۶۵ء میں برسبن (BRISBANE) میں تنظیم کے موجودہ صدر سٹر ڈاکٹر رحمانی نے رکھی جو کہ کراچی (پاکستان) کے رہنے والے ہیں۔ اس وقت وہ کوئینزلینڈ یونیورسٹی میں فلسفہ میں پی۔ ایچ۔ ڈی کر رہے ہیں۔

طلباء برادری اس وقت ایک اسلامی رسالہ دی لائٹ (THE LIGHT) نکالنے کی بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ ان کوششوں پر ہم آسٹریلیا کے مسلم طلباء کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ ان حالات میں یہاں پر مستند علماء کی اشد ضرورت ہے۔ نقل مکانی کرنے والوں کی زبان اور تعلیمی معیار بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ عام طور پر مسلمانوں کے درمیان عام بول چال کیلئے انگریزی ہی رابطہ کے طور پر کام آتی ہے۔ جو کہ درحقیقت وہاں کی قومی دوسرکاری زبان ہے۔ انگریزی زبان اسلامی تشریح کی فراہمی اور انگریزی جاننے والے علماء کی وافر تعداد ان مسائل کا بہترین حل ہے۔

اس وقت گو وہاں پر تبلیغ اسلام کا کام نہایت معمولی طور پر ہو رہا ہے۔ مگر پھر بھی طلباء

کے انفرادی میل جول کے باعث کچھ لوگ مشرق بہ اسلام ہو گئے ہیں۔ اور یہ چیز اس بات کی غمازی ہے کہ ان میں اسلام کو قبول کرنے کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ بشرطیکہ ان کے سامنے صحیح معنوں میں اسلام کی دعوت کو پیش کیا جائے۔ ان حالات میں سب مسلمان ممالک پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ وہاں اپنے طور پر مسلم سکول قائم کریں، اور وقتاً فوقتاً وہاں انگریزی سے واقف مبلغین کو بھیجیں۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ آسٹریلیا اور براعظم یورپ مذہبی معاملہ میں ہمہ تنگ ہیں۔ اور دونوں مذہب کو اب ماضی کا گم شدہ ورق سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک مذہب کو ماننا یا نہ ماننا پرائیویٹ معاملہ سمجھا جاتا ہے۔ لہذا عیسائیت بحیثیت مذہب نوجوان طبقہ کے نزدیک کوئی معنی نہیں رکھتی۔

جوائنٹ جی کے مسلمان | جوائنٹ جی بحر الکاہل جیسے وسیع و عریض سمندر میں تقریباً ۵ چھوٹے بڑے جوائنٹ پر مشتمل ہے۔ اسکی مجموعی آبادی ۵ لاکھ سے زیادہ ہے۔ اس میں تقریباً ۵۰ فیصد ہندوستانی باشندے ہیں اور ۴۰ فیصد اصل آبادی ہے۔ یہ لوگ بحراوقیانوس کی اس حبشی نسل سے تعلق رکھتے ہیں جسکا دعویٰ ہے کہ وہ دراصل افریقہ میں جھیل ٹانگانیکا کے علاقہ سے آئے ہیں۔ آبادی کا ماتی دس فیصد یورپی، چینی اور دوسرے جوائنٹ کے باشندوں پر مشتمل ہے، تقریباً ۴۰ ہزار اہل سنت والجماعت عقیدہ کے مسلمان آباد ہیں جو کہ کل آبادی کا آٹھ فیصد بنتے ہیں۔ یہ مسلمان برصغیر ہندوپاک سے برطانوی حکومت کے زیر تسلط علاقہ میں کما د اور کپاس کا شت کرنے کے لئے یہاں لائے گئے تھے۔ اگرچہ ان میں اکثر ان پڑھ تھے۔ مگر دین سے محبت کے پیش نظر انہوں نے ہر ضلع میں مساجد تعمیر کیں اور مدرسے تعمیر کئے۔ جوائنٹ فیجی ۱۹۷۵ء میں برطانیہ کے زیر نگیں آیا، یہی وجہ ہے کہ نوجوان طبقہ اسلام سے کافی بیگانہ ہو چکا ہے۔ اور مغرب کی اندھی تقلید اسکی زندگی کا نصب العین بن چکا ہے۔

موجودہ دور میں عیسائی، باپائی، لاہوری مرزائی، قادریانی اور دیگر غیر مسلم فرقے اپنی پوری شیرازی قوت کے ساتھ اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ فیجی میں غالب اکثریت ۵۰ فیصد عیسائی آبادی ہے۔ دوسرے نمبر پر ۴۰ فیصد ہندو ہیں۔ ان کے علاوہ بہائی، مرزائی (دونوں گروپ) اور دوسرے فرقوں اور مذاہب کے لوگ پوری طرح آراستہ وپراستہ مشینری تنظیموں کے ساتھ موجود ہیں۔ ۱۹۶۶ء کی مردم شماری کے مطابق تقریباً ۲۲۰۰ لاہوری اور قادریانی مرزائی موجود ہیں۔ جو اسلام سے مرتد ہو کر مرزائی ہوئے ہیں۔ یہ مرزائی برطانیہ کے سرمایہ دارانہ نظام کے تحت اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اس وقت میجی کے تقریباً ۳۰ طلباء جامعہ احمدیہ روہ پاکستان میں اور ایک طالب علم انجمن

احمدیہ اشاعت اسلام لاہور میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ ان تمام اسلام دشمن قوتوں کی موجودگی میں اسلام کے اصولوں پر سختی سے کاربند رہنا کسی طرح بھی بہادری سے کم نہیں۔ فیجی کے اصل باشندے بھی عیسائی مذہب سے وابستہ ہیں۔ فیجی ایک ترقی پذیر ملک ہے۔ ساؤتھ پیسیفک یونیورسٹی واصل یونیورسٹی ہے۔ مگر زیادہ تر طلباء و طالبات پر اعلیٰ تعلیم کے لئے یورپ جاتے ہیں۔ فیجی میں ۲۵ پرائمری سکول اور تین سیکنڈری سکول مسلمانوں کے زیر انتظام چل رہے ہیں، جن میں بلا تفریق مذہب و نسل تمام طلباء تعلیم پا رہے ہیں۔ جزیرہ کے ہر ضلع میں مسجد موجود ہے۔ یہاں پر ہندوستان کا ہائی کمشنر موجود ہے۔ مگر پاکستان کا نزدیک ترین ہائی کمشنر آسٹریلیا میں ہے، اور یہی وجہ ہے کہ جوائنٹ فیجی کے تعلقات پاکستان کی نسبت ہندوستان سے زیادہ ہیں۔ ہندوستانی حکومت نے بیرونی ممالک میں ہندوستانی زبانیں پڑھانے کیلئے لاکھوں روپے خرچ کئے ہیں۔ حکومت پاکستان کو بھی چاہئے کہ وہ ان ممالک میں خصوصاً جہاں پر برصغیر ہندوپاک کے مسلمان موجود ہیں، اردو کی تعلیم کا بندوبست کرے مثلاً فیجی جوائنٹ، مارشیش، بعض افریقی ممالک اور جنوبی امریکہ وغیرہ میں۔

۱۹ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو فیجی ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے اٹھرا۔ یہ آزادی برطانیہ کی ۹۶ سالہ غلامی کے بعد ملی ہے۔ ضروری اقدامات پہلے سے کر لئے گئے تھے، اور کلیدی مناصب پر ہندو متحج مقامی باشندوں کو فائز کیا جاتا رہا۔ فیجی کا نیا آئین بھی بن گیا ہے۔ پارلیمنٹ میں مسلمانوں کو بحیثیت اقلیت کے کوٹہ مقرر نہیں کیا گیا۔ کیونکہ ہر شخص انتخاب کر سکتا ہے۔ اس سے قبل مسلمانوں کو سیاسی نمائندگی حاصل نہ تھی ہے، جو ناقابل اندیش مسلمان رہنماؤں کی کوتاہیوں کی بنا پر چھین چکی ہے، میدان سیاست میں دو بڑی پارٹیاں ہیں۔ ایک نیشنل فیڈریشن پارٹی اور دوسری ایلائنس پارٹی۔ سیاسی گروہ بندیوں میں چینوں کو یورپی باشندوں اور مسلمانوں کو ہندوستانیوں میں شامل کیا جاتا ہے۔ ذرا جوائنٹ سے آئے ہوئے لوگ فیجی کی اصل آبادی میں شامل کئے جاتے ہیں۔ موجودہ دور میں فیجی کے مسلمانوں کو ایک ایسے ادارے کی سخت ضرورت ہے، جہاں جدید علوم کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیم و تربیت کا بھی مکمل انتظام ہو ایسا ادارہ قائم ہو جانے کی صورت میں نہ صرف جوائنٹ فیجی کی ضروریات پوری ہو جائیں گی بلکہ نیوزی لینڈ آسٹریلیا بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ مجوزہ ادارہ بلاشبہ جنوبی بحر الکاہل کے ممالک میں ایک اسلامی مرکز کا کردار ادا کر سکتا ہے۔ اس دور میں اقتصادی، سیاسی اور مذہبی نقطہ نگاہ سے مسلمانوں کی حالت انتہائی غیر محفوظ ہے۔ بیشتر جگہیں ایسی ہیں جہاں تعلیم یافتہ علماء کی تعلیمی سرگزیوں